مولانا حافظ عبدالغفور اثری رحمہ اللہ

مسجدِ واحد میں تکرارِ جماعت کے لئے اذان اور اقامت کہنے کا ثبوت

مسجدِ واحد میں تکرارِ جماعت کی کیفیت کے بارے میں نبیٔ رحمت امام الانبیاء حضرت محمد مصطفے ﷺ سے کوئی خاص حکم وارد نہیں ہوا' لیکن یہ ایک اصولی بات ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں جب کسی خاص شے میں کوئی خاص حکم وارد نہ ہو تو وہ شے حکمِ عام میں داخل ہوگی۔ جیسا کہ شمس العلماء' سرتاج اہلحدیثؒ حضرت مولانا سید نذیر حسین محدّث دہلوی رحمہ اللہ کے فتاوٰی نذیریہ میں بحوالہ فتح الباری مرقوم ہے:

"انّ حکم الشئ الخاص الّذي لم يذكر فيه نص داخل تحت حكم دليل آخر بطريق العموم"

"یعنی کسی خاص شئ میں کوئی خاص حکم نہ ہو تو وہ شئ حکمِ عام میں شامل ہوگی"۔

چونکہ مسجدِ واحد میں تکرارِ جماعت کی ادائیگی کی کیفیت کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے کوئی خاص حکم وارد نہیں ہوا' لہٰذا یہ مسئلہ بھی حکمِ عام میں داخل ہوگا۔

فرض نمازِ پنجگانہ کے لئے اذان کا عام حکمِ شرعی:

مسئلہ مختلفہ کی طرح مسئلہ اذان میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ یہ فرض ہے یا سنّتِ مؤکدہ ہے؟ درِ مختار میں اذان کو "سنّتِ مؤکدہ کالواجب" قرار دیا ہے۔ اور علامہ شامی نے فرمایا کہ بعض حنفیہ امام محمدؒ کے قول کی بناء پر اذان پر واجب کا اطلاق کرتے ہیں۔ پھر قولِ سنّتِ مؤکدہ کو اور قول بالوجوب کو مطابق کہا ہے کہ یہ دونوں باہم قریب ہیں'

کیونکہ مؤکدہ حکم واجب میں ہے کہ دونوں کے ترک سے گناہ لاحق ہے۔
لیکن دلائل کی رو سے راجح یہ ہے کہ نمازِ پنجگانہ کے لئے اذان کہنا فرض ہے۔
شیخ الاسلام قاضی محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر، دلائل قائم کیے ہیں:

"عن ابی الدرداءؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مامن ثلاثۃ لا یؤذنون ولا تقام فیھم الصلوٰۃ الا استحوذ علیھم الشیطان۔"

(رواہ احمد والحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد کذافی النیل الاوطار)

یعنی "حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جہاں (کہیں بھی) تین آدمی ہوں اور وہ اذان کہہ کر جماعت نہ کریں ان پر شیطان غالب ہو جاتا ہے"۔

یہ حدیث اذان کی فرضیت کی پختہ دلیل ہے۔ کیونکہ اس کے ترک سے شیطان غالب ہو جاتا ہے، جس سے بچنا اور دور رہنا فرض ہے۔ اور شیطان سے دوستی اذان اور جماعت سے دوری ہے'۔ لہٰذا اذان اور جماعت فرض ہے۔

دوسری حدیث قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری و مسلم کے حوالہ سے یوں نقل فرمائی ہے:

"عن مالک بن الحویرثؓ قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا کما رأیتمونی اصلی واذا حضرت الصلوٰۃ فلیؤذن لکم احدکم ثم لیؤمکم اکبرکم۔"

(کذافی النیل الاوطار ج ۲ ص ۳۱)

یعنی حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے کہ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو ایک شخص تم میں سے تمہارے لئے اذان کہے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے!

یہ حدیث بھی اذان کی فرضیت کی دلیل ہے' کیونکہ اس میں صیغہ امر وارد ہوا ہے۔ اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے' جب تک کوئی دلیل صارفہ

نہ ہو۔

نووی شرح صحیح مسلم ج۱ص ۱۶۴ میں ہے کہ:

"المختار الذی علیہ جمہور الفقہاء و محققوا اہل الاصول ان الامر للوجوب"

یعنی "مختار مذہب، جس پر فقہاء اور محققین اہلِ اصول قائم ہیں، یہ ہے کہ صیغہ امر وجوب کے لئے ہے"۔

اس اصول کو فقہاء حنفیہ بھی مانتے ہیں۔ نور الانوار اور اصول شاشی ص۱۳ بحث الامر میں ہے:

"والصحیح من المذھب ان موجبہ الوجوب الا اذا قام الدلیل علی خلافہ لان ترک الامر معصیۃ"۔ الخ!

یعنی "اس معاملہ میں صحیح مذہب یہ ہے کہ امر کا موجب وجوب ہے، اس لئے کہ امر کا ترک گناہ ہے اور اس پر عمل کرنا نیکی ہے"۔

محلّی ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ ص۱۹ میں ہے:

ہم نے اصول کو واضح طور پر بیان کردیا ہے کہ:

"ان امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلہ علی الفرض حتی یاتی نص اٰخر او اجماع متیقن غیر مدعی بالباطل علی انہ ندب فنقف عندہ"۔

"بے شک رسول اللہ ﷺ کے سب امر فرضیت پر محمول ہیں، جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل صارفہ یا یقینی اجماع نہ آجائے جو استحباب پر دلالت کرے، پھر ہم اس پر کھڑے ہو جائیں گے"۔

تیسری حدیث۔ حضرت زید بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اذن فی صلوٰۃ الفجر فاذنت فاراد بلال ان یقیم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخا صداء قد اذن ومن اذن فھو یقیم"۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ باب الاذان)

یعنی "رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ فجر کی نماز کے لئے اذان کہو۔ میں نے اذان کہی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قبیلہ

صداء کے آدمی نے اذان کہی تھی، اور جو اذان کہے، اقامت بھی وہی کہے گا"۔
یہ حدیث بھی اذان کی فرضیت کی بین دلیل ہے۔
شامی ج ۱ ص ۲۸۶ میں ہے:
"ثم رأیت صاحب البدائع عدّ من واجبات الصلوٰۃ الاذان والاقامۃ"۔
یعنی "میں نے دیکھا کہ "بدائع" کا مصنف (جو حنفیہ میں سے ہے) اذان اور اقامت کو نماز کے واجبات سے شمار کرتا ہے۔"

عود الی المقصود

مذکورہ بالا معروضات کا حاصل کلام یہ ہے کہ فرض نماز پنجگانہ کے لئے اذان اور اقامت کا عام شرعی حکم فرض کا ہے۔ اور یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں، ایک کا عدم دوسری کے عدم کو مستلزم ہے۔ واضح رہے کہ جمع بین الصلوٰتین اور قضا نماز وغیرہ اس عام حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ مسجدِ واحد میں تکرارِ جماعت کے لئے اذان اور اقامت کہنے کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب ملاحظہ ہو:
بخاری شریف کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ ج ۱ ص ۸۹ میں ہے:
"وکان الاسود اذا فاتته الجماعة ذهب الی مسجد اٰخر وجآء انس بن مالكؓ الی مسجد قد صلّی فیه فاذّن واقام وصلّی جماعةً"۔
یعنی "حضرت اسودؒ سے جب کبھی جماعت فوت ہو جاتی تو آپ کسی دوسری مسجد میں تشریف لے جاتے (جہاں نماز باجماعت ملنے کا امکان ہوتا) اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک ایسی مسجد میں تشریف لائے جہاں نماز (باجماعت) ہو چکی تھی، پس انہوں نے اذان اور اقامت کہہ کر جماعت سے نماز پڑھی۔"

ایک غلطی کا ازالہ

ایک مولوی صاحب کے سامنے جب یہ روایت بیان کی گئی تو پہلے تو انہوں نے اس کے بخاری میں ہونے ہی سے انکار فرما دیا۔ پھر جب بخاری شریف سے نکال کر دکھائی گئی تو پھر ارشاد فرمانے لگے کہ "اس کو امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں بغیر سند کے نقل کیا ہے، لہٰذا یہ کوئی بات نہیں، اس پر عمل روا نہیں ہے۔ جو اس پر عمل کرتا

ہے اسے حدیث کا فہم نہیں ہے"۔
مؤدبانہ گزارش ہے کہ اہلِ علم کے نزدیک تعلیقاتِ بخاری کا حکم اتصال کا ہے۔
مقدمہ مشکوٰۃ میں ہے:

"والتعلیقات کثیرۃ فی تراجم صحیح البخاری ولہا حکم الاتصال لانہ التزم فی ھٰذا الکتٰب ان لاتاتی الا بالصحیح"

یعنی "امام بخاریؒ اپنی صحیح کے ابواب و تراجم میں اکثر احادیث معلق (بے سند) لائے ہیں مگر اہلِ علم کے نزدیک ان کا حکم اتصال ہی کا ہے، امام صاحب کا لانا ہی سند ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں اس امر کا التزام کیا ہے کہ بجز صحیح کے اور کوئی چیز نہیں لائیں گے"۔
آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"بما اوردہ فی ھٰذا الکتٰب کان لہٗ اصلٌ ثابتٌ ولھٰذا قالوا تعلیقات البخاری متصلۃٌ صحیحۃٌ"

یعنی "امام بخاریؒ کا اپنی اس کتاب یعنی صحیح بخاری شریف میں کسی حدیث کا لانا ہی اس امر کی بین دلیل ہے کہ اس حدیث کی اصل ثابت ہے اور سند پکی ہے، اس واسطے علماء کا فیصلہ ہے کہ امام بخاریؒ کی تعلیقات سب متصل صحیح ہیں"۔
سنن کبرٰی بیہقی ج ا ص ۴۰۷ میں ہے:

(اخبرنا) ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران العدل ببغداد انبا اسمٰعیل بن محمد الصفار ثنا عباس بن عبداللہ بن ابی عیسٰی الترقفی ثنا محمد بن یوسف ثنا سفیان عن یونس عن ابی عثمان قال جاءنا انس بن مالکؓ وقد صلینا الفجر فاذّن واقام ثم صلی الفجر باصحابہ"

مجمع الزوائد ج ۲ ص ۴۳ میں ہے:

"عن الجعد ابی عثمان قال مرّبنا انس بن مالکؓ فی مسجد بنی ثعلبۃ فقال اصلیتم قال فقلنا نعم وذٰلک صلوٰۃ الصبح فامر رجلاً فاذّن واقام ثم صلی باصحابہ" (رواہ ابو یعلٰی ورجالہٗ رجال الصحیح)۔

یعنی حضرت ابو عثمان جعد تابعی نے بیان کیا کہ ہمارے پاس حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ساتھ مسجد بنی ثعلبہ میں تشریف لائے - آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم نماز سے فارغ ہو چکے ہو؟ ہم نے کہا ہاں ہم نے نماز پڑھ لی ہے- اور یہ صبح کی نماز تھی- پس انہوں نے (اپنے ساتھیوں میں سے) ایک شخص کو حکم دیا کہ اذان کہہ دے- اس نے اذان کہی اور اقامت کہی تو پھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جماعت سے نماز پڑھائی - اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں -

اس واقعہ کو بالاختصار امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً ذکر فرمایا ہے -

(تفصیل فتح الباری، صحیح البخاری ج ۲ ص ۱۷۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

معزز قارئین کرام! مسجدِ واحد میں تکرارِ جماعت کی صحیح کیفیت یہی ہونی چاہیے کہ اذان اور اقامت دونوں کی ادائیگی ہو- یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی حکم کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ مبارکہ سے ثابت ہے- زمانہ رواں میں بدقسمتی سے اس طریقہ مبارکہ کو ترک کر کے صرف اقامت پر اکتفاء کر کے بدعت کو رواج دیا جا رہا ہے- مسجدِ واحد میں تکرارِ جماعت کی کیفیت کا موجودہ مروجہ طریقہ محض اختراعیہ ہے، اس کا ثبوت کسی ضعیف روایت سے بھی نہیں ملتا لہٰذا اس کو ترک کرنا چاہیے-

خیر امور الدین ما کان سنۃ
وشر الامور المحدثات البدائع

اگر کہا جائے کہ کوئی اکیلا آدمی ایسی مسجد میں نماز پڑھے، جس میں پہلے نماز ہو چکی ہے، تو پھر وہ کیا کرے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکیلے آدمی کو اختیار ہے، چاہے اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھے، یا ان کی اذان اور اقامت پر اکتفاء کرے-دونوں طرح جائز ہے (صرف اقامت کہہ کر نماز پڑھنا غلط ہے!)

جیسا کہ سنن کبریٰ بیہقی ج ۱ ص ۴۰۷ میں ہے :

"عن عمرو بن دینار قال کان ابن عمرؓ یقول من صلّٰی فی مسجد قد اقیمت فیہ الصلوٰۃ اجزئتہ اقامتھم وبہ قال الحسن و الشعبی و النخعی رحمۃ اللہ علیھم اجمعین ـ"

یعنی "حضرت عمرؒ بن دینار تابعیؒ بیان کرتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس (ایک) شخص نے نماز پڑھی 'ایسی مسجد میں' جہاں پہلے نماز پڑھی گئی تھی تو ان کی (اذان اور) اقامت اس (اکیلے آدمی) کے لئے کفایت کر جائے گی - امام حسن بصری 'امام شعبی اور امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی فتوٰی ہے۔

جامع ترمذی ج ۱ ص ۳۰ سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۸۵ میں بھی ایسی روایت موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ (ظہر کی) نماز باجماعت پڑھ کر بیٹھے تھے (اچانک) ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب (جنہوں نے پہلے نماز پڑھ لی تھی) سے فرمایا: کوئی ہے جو اس پر صدقہ کرے؟ پس ایک آدمی نے اٹھ کر اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

لہٰذا ایسی کیفیت میں پہلی اذان اور اقامت پر اکتفاء کرنا جائز ثابت ہوا۔

سنن دار قطنی ۸۹ میں ہے:

"عن سلمۃ بن الاکوعؓ انہ کان اذا لم یدرک الصلٰوۃ مع القوم اذّن واقام۔"

یعنی "حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جب جماعت سے نماز کو نہ پاتے تو خود اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھتے۔"

واللہ اعلم بالصواب، وما علینا الا البلاغ!

یا حیّ — یا قیوم

میاں جی گارمنٹس اینڈ جنرل سٹور

زنانہ و بچگانہ ریڈی میڈ ورائٹی پر حیرت انگیز کمی -- خریداری کے لئے سونا مارکیٹ محلّہ خواجگان مین بازار جہلم میں تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر: میاں محمد شعیب

نوٹ: جماعتی احباب کے لئے خصوصی رعایت